چے خف

1860 تا 1904

آنتوں پافلووچ چے خف شمالی کوہ قاف کی سرحدوں کے نزدیک روس کی ایک نسبتاً گم نام بندرگاہ تگان روگ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق جنوبی روس کے ایک تاتاری خاندان سے تھا۔ اسکول کی تعلیم پوری کرنے کے بعد 1879 میں چے خف ماسکو چلے گئے، یہاں انھیں ایک میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا۔

خاندان کی مالی دشواریوں کو دور کرنے کے لیے چے خف نے افسانہ نویسی کی مشق شروع کردی۔ شہر کے معمولی اخباروں اور رسالوں میں ان کے مزاحیہ افسانے شائع ہونے لگے۔ اس سے چے خف کو کسی قدر معقول آمدنی بھی ہونے لگی۔ اس لیے تعلیم مکمل کرنے کے بعد انھوں نے ڈاکٹری کے بجائے افسانہ نویسی کو ہی اپنا ذریعۂ معاش بنالیا۔

1886 میں ان کا تعارف ایک مشہور نقاد گریگورووِچ اور ماسکو کے سب سے بڑے اخبار کے ایڈیٹر سووورن سے ہوگیا۔ ان دونوں کی سرپرستی کی بدولت، روس کی ادبی دنیا میں چے خف کو ایک خاص حیثیت حاصل ہوگئی۔ جب سووورن کے اخبار میں ان کے افسانے شائع ہونے لگے تو انھوں نے مزاحیہ افسانے لکھنا ترک کردیا۔ اب ان کے افسانوں میں وہ خاص تحیّر آمیز رنگ پیدا ہوگیا تھا جو ان کی امتیازی صفت ہے۔

1890 میں مشرقی سائبیریا جاکر انھوں نے سزایافتہ مجرموں کی حالت کا معائنہ کیا۔ 1891 میں انھوں نے بڑی جانفشانی کے ساتھ، قحط زدہ لوگوں کی خدمت انجام دی۔

چے خف کو جوانی میں ہی دِق کی بیماری لاحق ہوگئی تھی۔ دھیرے دھیرے ان کا مرض زور پکڑتا گیا۔ آخر میں یہی بیماری ان کی موت کا باعث بنی۔

چے خف افسانہ نویسی میں ایک نئے اور نرالے طرز کے موجد مانے جاتے ہیں۔ عام طور سے ان کا ملنا جلنا متوسط طبقے کے تعلیم یافتہ لوگوں سے تھا۔ ان کے افسانوں میں زیادہ تر انھیں کی زندگی کے نقشے کھینچے گئے ہیں۔ کہانی کو معنی خیز بنانے کے لیے وہ

© NCERT not to be republished

غیر معمولی حادثوں کا سہارا نہیں ڈھونڈتے۔ ان کے افسانے سیدھی سادی حقیقت کی بہ دولت لطیف اور دلکش ہوجاتے ہیں۔ چے خف کی زندگی ہی میں ان کے اکثر افسانوں اور ڈراموں کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا تھا۔ اردو زبان میں بھی چے خف کے بہت سے افسانوں اور ڈراموں کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ چے خف کا شمار افسانے کی صنف کے سب سے ممتاز نمائندوں میں کیا جاتا ہے۔ اس نے اس فن میں عالم گیر شہرت حاصل کی ہے۔ مشرق و مغرب کی زبانوں کے کئی ادیب چے خف کے اسلوب کی تقلید کرتے ہیں اور چے خف کے افسانوں سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

کلرک کی موت

وہ رات بہت اچھی تھی، جب ایوان دمترچ چیرویاکوف جو پیشے سے ایک کلرک تھا، تھیٹر کی دوسری قطار میں بیٹھا دوربین کی مدد سے "لے کلوش دے کارنویل" نام کے کھیل سے لطف اندوز ہورہا تھا۔ وہ اسٹیج کی طرف دیکھ رہا تھا، اوراپنے آپ کو انتہائی خوش نصیب انسان سمجھ رہا تھا کہ دفعتاً اس کا چہرہ متغیّر ہوا، دیدے اوپر کی طرف چڑھ گئے، سانس رُک گیا...... وہ دوربین سے منہ ہٹا کر اپنی نشست پر دوہرا ہوگیا اور ......آخ چھیں!!! یعنی اسے چھینک آئی ......اب یہ تو ظاہر ہے کہ ہر شخص کو حق ہے کہ جہاں بھی چاہے چھینکے ...... کسان، پولیس انسپکٹر یہاں تک کہ بڑے بڑے سرکاری افسر بھی چھینکتے ہیں ......ہر شخص چھینکتا ہے ...... ہر شخص ...... چیرویاکوف کو ذرا بھی گھبراہٹ نہ ہوئی، اس نے جیب سے رومال نکال کر ناک پونچھی اور ایک صاحبِ اخلاق کی طرح اپنے چاروں طرف مڑکر دیکھا کہ میری چھینک کسی کے لیے خلل انداز تو نہیں ہوئی؟ اور تب تو اسے واقعی الجھن محسوس ہوئی، کیونکہ اس نے دیکھا

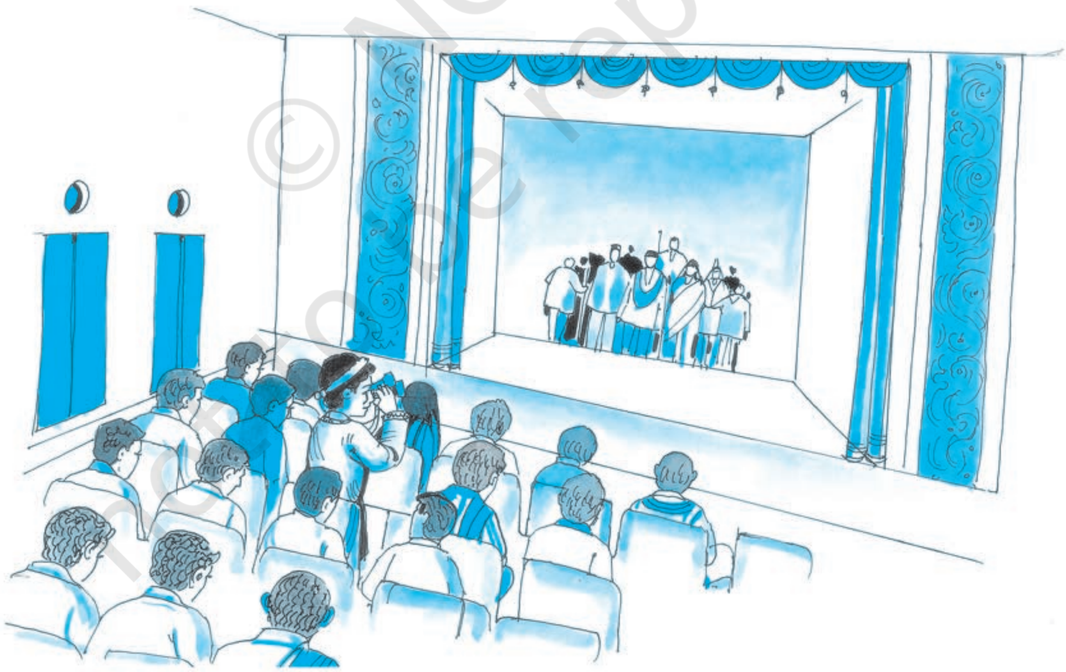

© NCERT not to be republished

کہ پہلی قطار میں بالکل اس کے سامنے بیٹھا ہوا ایک پستہ قامت بوڑھا شخص بڑی احتیاط سے اپنی گنجی چاند اور گردن کو اپنے دستانے سے صاف کر رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ کچھ بڑبڑاتا جا رہا ہے...... چیرویاکوف نے پہچان لیا کہ یہ بوڑھا شخص وزارت رسل و رسائل کا سول جنرل بری ژالوف ہے۔

چیرویاکوف نے سوچا— ''یہ درست کہ یہ میرا افسر نہیں لیکن پھر بھی برا لگتا ہے، مجھے معافی مانگ لینی چاہیے......''

''مجھے معاف کر دیجیے— میں...... یہ پہلے سے سمجھی بوجھی چیز نہیں تھی!''

''مہربانی کر کے آپ خاموش ہو جائیں تو اچھا ہے، مجھے سننے دیجیے!''

چیرویاکوف کچھ بوکھلا گیا۔ ندامت آمیز انداز میں مسکرایا— اور اسٹیج کی طرف توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کرنے لگا— وہ ایکٹروں کو دیکھتا رہا، لیکن اب اپنے کو خوش نصیب انسان محسوس نہ کر سکتا تھا— پریشانی اسے کھائے جا رہی تھی— انٹرویل میں وہ بری ژالوف کے نزدیک پہنچا...... کچھ دیر تک ہچکچاتا رہا اور آخر جھجک پر قابو پا کر سرگوشی کے انداز میں بولا:

''جنابِ عالی! میں نے آپ پر چھینک دیا...... معاف کیجیے...... آپ جانتے ہیں...... میرا مطلب یہ نہیں تھا......''

''اچھا...... میں تو اسے بھول بھی گیا تھا...... اسے دہرانا ضروری ہے کیا؟'' جنرل بولا— اس کا نچلا ہونٹ بے صبری سے پھڑک رہا تھا—

''کہتا ہے، میں بھول بھی گیا تھا— لیکن اس کی نظروں کا انداز مجھے پسند نہیں'' بے چینی کے عالم میں جنرل کی طرف دیکھتے ہوئے چیرویاکوف نے سوچا— ''مجھ سے بات کرنا نہیں چاہتا، اسے سمجھنا چاہیے کہ میرا منشا نہیں تھا...... یہ تو فطرت کا قانون ہے، ورنہ وہ سمجھے گا کہ میں اس پر تھوکنا چاہتا تھا، اگر ابھی ایسا نہیں بھی سوچا تو بعد میں سوچ سکتا ہے!......''

گھر پہنچ کر چیرویاکوف نے اپنی بیوی سے اپنی غیر شریفانہ حرکت کا ذکر کیا— اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس کی بیوی نے پورے قصّے کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی— یہ صحیح ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے وہ چونک گئی تھی— لیکن جب معلوم ہوا کہ بری ژالوف ''ہمارا'' افسر نہیں ہے تو اسے اطمینان ہو گیا۔

''لیکن پھر بھی میرا خیال ہے کہ تم جا کر معافی مانگ لو'' وہ بولی— ''ورنہ وہ سمجھے گا کہ تمھیں کسی محفل میں بیٹھنے کا سلیقہ نہیں ہے۔''

''یہی تو بات ہے! میں نے معذرت کرنے کی کوشش کی— لیکن اس کا رویّہ عجیب تھا— ایک بات بھی عقل کی نہیں کی— اس کے علاوہ بات کرنے کا وقت بھی نہیں تھا—''

© NCERT not to be republished

دوسرے دن چیرویاکوف نے اپنی نئی وردی پہنی، بال کٹوائے اور بری ژالوف کے پاس اس واقعے کو سمجھانے کے لیے چل دیا...... جنرل کا ملاقاتیوں کا کمرہ درخواست گزاروں سے بھرا ہوا تھا— خود جنرل وہیں موجود تھا— اور درخواستیں لے رہا تھا— چندلوگوں سے ملاقات کے بعد جنرل نے چیرویاکوف کے چہرے پر نظر ڈالی—

''حضور کو یاد ہوگا کہ کل رات ''ارکیدیا'' میں......'' کلرک نے کہنا شروع کیا۔ ''میں نے ......ار...... چھینک دیا تھا اور ......ار......ایسا ہوا کہ......میری درخواست ہے......''

''ہش! یہ کیا بکواس ہے!'' جنرل بولا— ''تمھیں کیا چاہیے؟'' اس نے دوسرے شخص سے مخاطب ہوکر پوچھا—

''میری بات بھی نہیں سنے گا!'' چیرویاکوف نے سوچا اوراس کا رنگ زرد پڑ گیا— ''اس کے معنی یہ ہیں کہ غصّے میں ہے...... ایسے وقت تو میں چھوڑ نہیں سکتا......اسے سمجھانا ہی پڑے گا......''

آخری درخواست لینے کے بعد جب جنرل اپنے نجی کمرے میں جانے کے لیے مڑا تو چیرویاکوف بُدبداتا اس کے پیچھے چلا—

''معاف کیجیے،حضور! انتہائی شرمندگی کے احساس کی وجہ سے مجھے حضور کو تکلیف دینے کی ہمّت پڑ رہی ہے......''

جنرل نے اس طرح دیکھا کہ بس چیخنے والا ہے اور اسے چلے جانے کا اشارہ کیا—

''آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں جناب!'' وہ بولا اور دھڑ سے دروازہ بند کر دیا—

''مذاق!'' چیرویاکوف نے سوچا ''اس میں مذاق کی تو کوئی بات مجھے نظر نہیں آتی— اس کی عقل میں نہیں سماتی اور جنرل بنا ہے— اچھی بات ہے— اب میں ان حضرت کو اپنی معذرت سے پریشان نہ کروں گا— اب دوبارہ نہیں جاؤں گا۔ اُسے صرف خط لکھ دوں گا! بس اب بالکل نہیں جاؤں گا!''

گھر جاتے ہوئے چیرویاکوف یہی کچھ سوچتا رہا، لیکن اس نے خط نہیں لکھا— بہت سوچا لیکن سمجھ میں نہ آیا کہ لکھے کیا۔ اس لیے دوسرے دن اسے پھر جنرل کے یہاں جانا پڑا تاکہ معاملہ رفع دفع ہو جائے—

''کل میں نے حضور کو زحمت دینے کی جرأت کی تھی'' جنرل نے اس کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا، چیرویاکوف نے اُس پر کوئی دھیان دیے بغیر کہنا شروع کر دیا: ''اس لیے نہیں کہ میں آپ کا مذاق اڑانا چاہتا تھا، جیسا کہ حضور نے فرمایا تھا— میں تو معذرت کے لیے آیا تھا، کہ میں نے چھینک کر آپ کو تکلیف پہنچائی......اور جہاں تک آپ کا مذاق اڑانے کا سوال ہے تو ایسی بات تو میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا— میری ہمت کیسے پڑ سکتی ہے! اگر ہم نے لوگوں کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا تو پھر کوئی عزّت ہی باقی نہ رہ جائے گی......اپنے سے بڑوں کی عزّت ہی نہ رہ جائے گی......''

© NCERT not to be republished

''نکل جاؤ یہاں سے!'' جنرل چیخا— غصّے کی وجہ سے وہ کانپ رہا تھا اور نیلا پڑ گیا تھا —

''جی — کیا؟'' چیرویاکوف جو خوف سے سہم گیا تھا، ہکلانے لگا —

''نکل جاؤ!'' جنرل نے پاؤں پٹکتے ہوئے دہرایا —

چیرویاکوف کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے اندر کوئی چیز ٹوٹ گئی ہو— وہ دروازے کی طرف مڑا تو اسے نہ کچھ سنائی دے رہا تھا، نہ کچھ نظر آ رہا تھا — سڑک پر پہنچا اور چلتا گیا— لڑکھڑاتا ہوا وہ بالکل بے حِس ہو گیا، اپنے گھر پہنچا— اور اپنی سرکاری وردی پہنے پہنے جس حلیے میں تھا، اسی میں صوفے پر لیٹ گیا اور...... مر گیا —

(چے خف)

(روسی سے ترجمہ: ظ– انصاری)

© NCERT not to be republished

مشق

سوالات

1. چیرویاکوف کو ایک صاحبِ اخلاق انسان کیوں کہا گیا ہے؟
2. دفعتاً چھینک آنے پر چیرویاکوف کا ردِّعمل کیا تھا؟
3. آپ کے نزدیک جنرل بری ژالوف کے کردار کا کون سا پہلو ناپسندیدہ ہے؟
4. چیرویاکوف کی موت کا سبب کیا ہے؟